بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

گزشتہ ماہ پنجاب اسمبلی نے ایک بل پاس کیا جسے عرف عام میں تحفظِ حقوق نسواں بل کا نام دیا گیا، اس بل کا سرکاری نام یا عنوان ...... Punjab Protection of Women against voilence act 2015 (خواتین کے خلاف تشدد سے تحفظ کا پنجاب ایکٹ ۲۰۱۵ء)...... ہے۔اسی طرح کا ایک بل خیبر پختونخواہ اسمبلی میں پیش ہونے کو تیار ہے، پنجاب اسمبلی اور حکومت نے تو بل پاس کرلیا جبکہ خیبر پختونخواہ کے گورنر صاحب نے بل آئینی تقاضے کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کو نظرثانی اور رائے کے لئے بھجوایا، اس پر کونسل میں ان کی تحسین کی گئی۔

اس بل کے بارے میں اخبارات میں کالم نویسوں نے بہت کچھ لکھا، اور اینکرز نے میڈیا پر بہت کچھ کہا......قوم اس بل کی تکلیف سے بلبلا رہی تھی کہ جناب چیئرمین صاحب (اسلامی نظریاتی کونسل) نے قوم کے کرب کو محسوس کرتے ہوئے کونسل کا اجلاس طلب کرلیا اور یہ بل اسلامی نظریاتی کونسل میں زیر بحث آگیا، الحمد للہ کونسل نے اس پر تفصیلی غور کیا، بل کی ہر ہر شق کو کونسل کے اجلاس میں پڑھا گیا اور اس کی تمام تر جزئیات پر بحث ہوئی......دوروزہ اجلاس کے بعد جناب چیئرمین کونسل نے اس بل کے بارے میں کونسل کی رائے ایک پریس کانفرنس کی صورت میں پیش کی تو قوم نے سکھ کا سانس لیا اور اس پر اپنے اطمینان اور کونسل پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا......

اس بل پر کونسل کے تحفظات کی بات بھی ہم کریں گے لیکن پہلے اس پر غیور عوام کے تحفظات کا ذکر ہوجائے۔عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے جناب انصار عباسی صاحب نے لکھا: کہ حقوق نسواں کے لئے ہمارے سامنے دو ماڈل ہیں ایک اسلامی دوسرا مغربی، ہم اپنے نعروں میں، تقریروں میں تو پہلے ماڈل کی بات کرتے ہیں لیکن نفاذ اس مغربی ماڈل کا کررہے ہیں جس نے عورت کی حرمت کے ساتھ ساتھ خاندانی معاشرتی اخلاقی اور مذہبی اقدار کو تباہ وبرباد کردیا ہے۔ہم جس ڈگر پر چل رہے ہیں اس کی منزل عورت کا وہ استحصال ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔اسلامی ماڈل میں عورت کو ماں کی حیثیت سے وہ درجہ حاصل ہے جو کسی دوسرے رشتہ دار کو حاصل نہیں۔مگر دوسرے ماڈل کے مطابق ہم جو کچھ کرنے جارہے ہیں اس سے ہمارے ہاں بہتری کی بجائے ایک ایسا ماحول بنایا جارہا ہے جہاں بیٹی بہن اور بیوی کو شہ دی جارہی ہے کہ وہ اپنے باپ بھائی اور شوہر کے سامنے

کھڑی ہوجائیں، وہ کسی غیر شرعی غیر فطری تعلق سے منع کریں تو حقوق نسواں کے نام پر ڈٹ جاؤ، اور کسی کی بہن بیٹی گھر سے بھاگے تو انہیں رول ماڈل بنا کر پیش کرو۔ عورتوں کے حقوق یہ نہیں کہ انہیں گھر سے باہر نکالا جائے بلکہ حقوق یہ ہیں کہ انہیں تحفظ دیا جائے اور ان کے تمام معاملات اسلام کے وضع کردہ قوانین کے مطابق طے کئے جائیں۔

جناب اوریا مقبول جان نے لکھا کہ:......مغرب زدہ دانشور اس مغربی تہذیب اور مغرب زدہ طرزِ تعلیم کو اختیار کرنے کا درس تو دیتے ہیں لیکن اس سے جنم لینے والی اخلاقی اقدار، جنسی بے راہ روی، خاندانی نظام کی بربادی، تشدد اور اس حد تک بڑھی ہوئی انفرادیت کہ والدین کا اولڈ ایج گھروں میں اذیت ناک زندگی اور عبرتناک موت کا شکار ہونے جیسے مسائل عام ہیں۔ اسی نظام کو ہمارے ہاں نافذ کرنے کی کوششیں ہمیں آخر کہاں پہنچانا چاہتی ہیں......

محترمہ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ نے لکھا:......بل بظاہر گھریلو تشدد سے بچاؤ کے لئے ایک اچھا اقدام لگتا ہے لیکن اس کے دوررس نتائج کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ مغرب نے اپنے تمدن کی بنیاد مرد وعورت کی مساوات، عورت کے معاشی استقلال، مرد وزن کے آزادانہ اختلاط، اور عورت کے قانونی تحفظ پر رکھی، مگر اس کا ایک تلخ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر جو تمدن کی بنیاد ہے، بکھر کر رہ گیا اور خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا۔ اگرچہ فرد کو قانون کا تحفظ تو حاصل ہے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کے ہاتھ سے پٹنا، طلاق کی کثرت، تشدد، بغیر نکاح کے ساتھ رہنے کا رجحان، نسل کشی اور تحدید آبادی، جیسے مسائل کا دنیا کو سامنا ہے اور اس کی واحد وجہ مرد وعورت کے باہمی تعلق کی بے اعتدالی ہے۔ اس بل کے ذریعہ معاشرے کو مغربی رنگ میں رنگ کر قانونی تحفظ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تاکہ خاتون نہ صرف ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد ہوکر اپنے راستے میں آنے والے ہر تعلق کے خلاف عدالت میں شکایت جمع کرواسکے بلکہ پروٹیکشن کمیٹی کے تحت چلنے والے اداروں میں اسے شلٹر ہوم بھی مل جائے اور اس کی کفالت بھی ہوتی رہے اور وہ من مانی بھی کرتی رہے ....الخ

سنی اتحاد کونسل، مولانا فضل الرحمٰن، جناب سینیٹر سراج الحق، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور دیگر مذہبی عمائدین نے اس کی پرزور مخالفت کی اور کہا کہ ہم اسمبلیوں میں بھی اس کے خلاف پر زور احتجاج کریں گے اور بل کی واپسی کی بات کریں گے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے شق وار بل کا جائزہ لیا تو حیرت انگیز مسائل و نتائج سامنے

آئے.....بل کے تعارف میں لکھا ہے کہ: عورتوں پر تشدد کے واقعات بڑھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا موجودہ قانونی نظام خواتین پر مظالم اور تشدد کی بجا طور پر نشاندہی نہیں کرتا۔ چنانچہ اس مسودہ قانون کا مقصد خواتین پر تشدد کو روکنا اور خواتین کا تحفظ وبحالی کا نظام قائم کرنا ہے۔ مسودہ قانون خواتین پر ہر قسم کے تشدد کا احاطہ کرتا ہے بشمول گھریلو تشدد، جذباتی، نفسیاتی، اور بدکلامی، معاشی استحصال، سٹاکنگ اور سائبر کرائمز......

اس مسودہ قانون کے تعارف کے خط کشیدہ الفاظ قابلِ غور ہیں، اور یہ کہنا کہ ہمارا موجودہ قانونی نظام خواتین پر مظالم اور تشدد کی بجا طور پر نشاندہی نہیں کرتا، صریح جھوٹ ہے۔ قرآن کریم، سنت مصطفیٰ ﷺ، آئینِ پاکستان اور تعزیرات پاکستان میں، نیز عائلی قوانین میں خواتین کے خلاف ہونے والی ہر پر تشدد کاروائی سے تحفظ اور اور علاج موجود ہے اور وطن عزیز کی خواتین ان قوانین ہی کی بدولت اپنے حقوق حاصل کرتی رہی ہیں......اسلام نے گھریلو جھگڑوں کا ابتدائی حل گھر ہی میں تجویز کیا ہے ......فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا............میں عورت کی بھلائی کا مکمل سامان موجود ہے ......

اسی مسودہ قانون کے مقاصد میں درج ہے کہ:......قانون کا مقصد، معاشرے میں ان (خواتین) کے حسبِ منشا آزادانہ کردار ادا کرنے کے لئے خواتین کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اور سہولت بہم پہنچانے کے لئے موافق ماحول پیدا کیا جائے......

اللہ تعالی جو خالق کائنات ہے اس نے مرد وزن کو پیدا کیا تو اپنے رسولوں کے ذریعہ ان کے حقوق وفرائض بھی متعین فرمائے، اور اسلام میں مرد یا خاتون کو حسب منشا آزادانہ زندگی گزارنے سے منع کیا اور روکا بلکہ ان دونوں کو زندگی گزارنے کے چند اصول وقواعد کا پابند بنایا، یہ اصول وضوابط ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والے رب نے حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے ذریعہ انسانوں کو اس طرح سکھائے کہ ان کی زندگی خوشگوار گزرے اور ان میں احترام باہمی ہو، اللہ کا یہ فرمان کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ......مرد وزن دونوں کے لئے ہے......جب دونوں کو اسوۂ حسنہ کا پابند بنایا جارہا ہے تو آزادانہ وحسب منشا زندگی گزارنے کی اجازت کہاں سے آگئی؟..........آزادانہ اور حسب منشا زندگی گزارنے کی خواہش وروش نے تو یورپ میں معاملہ یہاں تک پہنچا دیا کہ حسب منشا بغیر نکاح کے عورتیں رہنے لگیں، اور آزادانہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے بیاہی جانے لگیں.........کیا اس بل کے ذریعہ اسی قسم کا معاشرہ یہاں قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؟ اور اس کوشش کی کامیابی کے لئے مختلف این جی اوز کے ذریعہ کروڑوں ڈالر

خرچ کئے جارہے ہیں.....متعدد علماء نما لوگوں کو خرید لیا گیا ہے جو اس ایجنڈا کے پرزور حامی و پرچارک بن کر سوشل میڈیا پر لوگوں کو گمراہ کرنے کا کام انجام دے رہے ہیں......

مسودہ بل میں لکھا ہے :......رہائشی سے مراد اس بل میں ایسی خاتون ہے جو دارالامان میں مقیم ہو..........گویا جو عورت گھر کے نظام سے باغی ہوکر دارالامان آجائے تو وہ رہائشی ہے اور جب تک گھر میں رہے تو گویا قیدی ہے.....اور گھر کی قید سے اسے رہائی دلانے کے لئے یہ بل اور اس بل میں مذکور تحفظ سینٹرز اور دارالامان بڑی تعداد میں قائم کئے جارہے ہیں .....کیا یہ دارالامان اور تحفظ سینٹرز گھر کی چاردیواری سے زیادہ پرسکون اور راحت کدے ثابت ہوں گے ،قوم ملک میں پہلے سے قائم دارالامانوں کی مخدوش اخلاقی صورت حال اور آئے دن بننے والے اسکینڈلز سے واقف نہیں؟ گھر اللہ کی ایک نعمت ہے کیا اس کا کوئی متبادل ہوسکتا ہے ؟

مسودہ بل میں لکھا ہے کہ:.....تشدد سے مراد گھریلو تشدد، جنسی تشدد، نفسیاتی استحصال، معاشی استحصال، ہراساں کرنا یا کوئی سائبر کرائم شامل ہے......

گویا بل میں مذکور تشدد وہ ہیں جو ماضی میں خواتین پر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہورہے ہیں ،خواتین کو یہ اختیار دلانا مقصود ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی ہلکی پھلکی یا زوردار ڈانٹ کو تشدد سے تعبیر کریں اور تحفظ سینٹر پہنچ جائیں .....نفسیاتی استحصال میں کوئی بیٹی یہ بھی کل کہہ سکتی ہے کہ میرا نفس اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ آزادانہ رہنے کی خواہش رکھتا ہے مگر کیا کروں میرا نفسیاتی استحصال ہورہا ہے، میں جسم فروشی کے کاروبار کے ذریعہ دولت کمانا چاہتی ہوں مگر والدین منع کرتے ہیں اور یہ میرا معاشی استحصال ہے لہذا مجھے ظالم ماں باپ سے تحفظ فراہم کیا جائے ... وعلی ہذا القیاس...........

ہم سمجھتے ہیں کہ بل کی یہ شق مغرب کی طرح مسلم بچیوں کو مادر پدر آزادی دلوانے کے لئے ہے ،کیا پاکستان کے غیور والدین مسلم سربراہانِ خاندان یہ برداشت کریں گے؟ یقیناً نہیں تو اسی لئے کونسل نے اس بل کو مسترد کردیا ہے کہ یہ عزتوں کو پامال کرنے والا اور غیرتوں کے جنازے نکالنے والا بل ہے......

بل کے عدالتی پروٹیکشن آرڈر، کے ضمن میں لکھا ہے کہ:......(مرد) سنگین تشدد کے کسی ایسے عمل یا ایسا سنگین تشدد جس سے متاثرہ شخصیت کی زندگی ناموس، یا شہرت کو خطرہ لاحق ہونے کا احتمال ہو، کی خاطر ٹخنہ یا کلائی پر بریسلٹ جی پی ایس ٹریکر پہنے۔

اس پر کونسل کے علماء اراکین کا موقف تھا کہ سنگین تشدد کی کوئی تعریف اور پیمانہ بل میں

وضع نہیں کیا گیا، گویا خاتون جس سختی کو تشدد یا سنگین تشدد کا نام دے دے وہی سنگین ہوگا۔

ہمارے ایک دوست کے بقول مثلاً اگر خاوند نے اپنی ماڈرن سی لیڈی کے ساتھ وطی کے دوران ذرا زیادہ زورِ محبت دکھادیا تو یہ سنگین تشدد کے زمرے میں آسکتا ہے......اب اس کی سزا یہ ہے کہ مرد کے خلاف وہ مغرب زدہ لیڈی تحفظِ خواتین سینٹر میں جا کر شکایت کرے گی اور عدالت سے رجوع کرنے پر عدالت ایسے شوہر کو گلے میں یا ہاتھ میں یا پاؤں میں ایک زنجیر (بریسلٹ) پہنائے گی۔کہ تشدد بڑا سنگین نوعیت کا ہے۔

کونسل کے ممبر علماء کرام نے فرمایا کہ ہمارے معاشرہ میں اس قسم کا اقدام ہمارے عرف میں شوہر کی انتہائی بے عزتی میں شمار ہوتا ہے لہذا کوئی بھی شوہر یہ برداشت نہ کرے گا اور اپنے ہاتھ میں اس علامتِ بے توقیری یا پاؤں میں اس زنجیر غلامی یا گلے میں اس طوقِ ملامت کے پہننے سے پہلے ہی ایسی خاتون کو طلاق کا طوق اس کے گلے میں ڈال دے گا......تو کیا اس سے خاندانی نظام میں الفتیں جنم لیں گی یا نفرتیں...... یہ کوئی منطقی وفلسفیانہ مسئلہ نہیں ہر شخص سوچ اور سمجھ سکتا ہے۔

علاوہ ازیں بل میں کہا گیا ہے کہ:......عدالت یہ حکم بھی جاری کر سکتی ہے کہ سنگین تشدد جس سے متاثرہ شخصیت کی زندگی ناموس، یا شہرت کو خطرہ لاحق ہونے کا احتمال ہو، تو وہ شخص گھر سے باہر نکل جائے......

کونسل کے معزز اراکین/علماء کرام نے فرمایا کہ جو عورت شوہر کو بے گھر کرنے کا سبب بنے گی کیا شوہر اسے گھر میں آباد کرلے گا؟ بل میں مذکور ایک حکم کے مطابق تین دن تک شوہر کو گھر سے بے گھر کرنے کا حکم دیا جا سکتا ہے......اس صورت میں متوقع ردعمل یہ ہے کہ یہ نوبت آنے سے قبل ہی شوہر اسے ہمیشہ کے لئے بے گھر کردے.........تو کیا پھر شوہروں کے حق طلاق پر قدغن لگا کر مغربی طرز طلاق کو نافذ کیا جائے گا............

اسی بل میں کہا گیا ہے کہ:......ضلعی افسر تحفظ خواتین، یا افسرِ تحفظ خواتین، متاثرہ خاتون کو بچانے کی غرض سے کسی بھی وقت کسی بھی گھر یا جگہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔

یہ شق آئین میں دئے گئے چادر وچاردیواری کے تحفظ کے خلاف اور اسلامی اصولوں کی بھی صریح خلاف ورزی ہے کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے......لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا...........

کہ کسی غیر کے گھر میں بلا اجازت داخلہ منع ہے......مگر اس بل کے ذریعہ بلا اجازت ہر وقت ہر گھر

میں اس بہانے سے ہر افسر تحفظ خواتین کا داخلہ درست ہے کہ اس گھر میں عورت پر تشدد ہو رہا ہے لہذا ہم بلا اجازت اس گھر کی حرمت پامال کرنے آگئے ہیں خبر دار جو کوئی داخل ہونے سے روکے..........

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے مشتے نمونہ از خروارے پیش کیا ہے پورے بل پر گفتگو نہیں کی ، ان مثالوں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس بل کی یہ اور اسی قسم کی دیگر شقیں آئین میں دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق اور اسلام کے عطا کردہ بنیادی اسلامی حقوق کے صراحتاً منافی ہیں ۔ چنانچہ کونسل نے اس بل کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ خواتین کے حقوق سے متعلق تعزیرات پاکستان اور دیگر قوانین میں بہت کچھ سامان تحفظ موجود ہے لہذا اس کی ضرورت نہیں ، کونسل کے اراکین کا خیال تھا کہ یہ بل مغرب کو خوش کرنے کے لئے لایا گیا ہے مگر ہم مغرب کی خوشی کی خاطر اپنا خاندانی نظام تباہ نہیں ہونے دیں گے ....اور کونسل کا جو فریضہ ہے کہ ملک میں ہونے والی قانون سازی پر نظر رکھے اور کوئی قانون خلاف تعلیمات قرآن وسنت بن جائے تو اس پر ایکشن لے اور متعلقہ اداروں اور اسمبلیوں کو تنبیہ کرے کہ آئین کی پاسداری کریں اور رخلافِ قرآن وسنت کوئی قانون نہ بنائیں ......کونسل وہ فریضہ ادا کرتی رہے گی۔

کونسل کے اس فیصلہ پر بڑی لے دے ہوئی اور کونسل کے چیئرمین ، اراکین ، اور پوری کونسل کو مغربی سیکولرازم کے ایجنٹوں اور لبرل ازم کے تنخواہ دار نوکروں کی جانب سے بہت کچھ کہا گیا مگر کونسل کے اراکین یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کر گئے ۔ اور ایسی آوازوں پر یہ شعر کہ کر صبر کر گئے کہ:......

عرفی تو میندایش زے غوغائے رقیباں   آوازِ سگاں کم نکند رزقِ گدارا

سگانِ لبرل ازم وسیکولرازم اسی طرح وفاداری کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے جس طرح ان کی تربیت ہوئی ہے اور غلامان مصطفیٰ نظام مصطفیٰ کے خلاف ہونے والی ہر کوشش کے خلاف اسی طرح مورچہ بند ہیں اور رہیں گے ......جس طرح انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تربیت دی ہے...... کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں اہل حق سے اہل ضیغ کا الجھنا پرانی بات ہے ....

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز   چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ہم کونسل کے معزز اراکین کو اس بل کو مسترد کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کونسل کی مزید ایسے ہی جراءت مند اراکین سے نصرت فرمائے ۔ (آمین)